مردوزن کے قرآنی حدود!
اور اسلام کے نظامِ عفت کا اِجمالی خاکہ

حضرت مولانا بدیع الزمان رحمۃ اللہ علیہ
سابق استاذِ حدیث وناظم تعلیمات جامعہ

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں مردوزن کے باہمی اختلاط سے نسلِ انسانی کو پیدا فرمایا اور دونوں کے لیے خصوصی احکام نازل فرمائے اور اس امر کا خاص اہتمام فرمایا کہ ہر ایک (مرد ہو یا عورت) اپنے اپنے دائرہ کار میں رہ کر مصروفِ عمل ہو، تاکہ معاشرہ پاکیزہ رہے، کسی کو بھی اپنے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں دی۔

موجودہ دور کی معاشرتی اور اخلاقی خرابیوں کا اصل سبب یہ ہے کہ مرد وعورت میں سے ہر ایک نے اسلام کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر کے خالص حیوانی زندگی کو اپنا نصب العین بنالیا، اگر اسلام کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کا خیال رکھا جاتا تو ایسا خوشگوار ماحول اور پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا جس میں ہر ایک کو سکون واطمینان کی زندگی نصیب ہوتی، گویا دنیا نمونۂ جنت بن جاتی۔ فسق وفجور اور معاصی وجرائم کی کثرت اور روز افزوں ترقی میں مردوزن کے آزادانہ اختلاط کا بہت حد تک دخل ہے۔ اسلام نے واضح ہدایات کے ذریعہ فواحش ومنکرات اور بے حیائی تک پہنچانے والے تمام راستے حسنِ تدبیر سے مسدود کردیئے۔ بدکاری تک پہنچنے کے لیے سب سے پہلا قدم نگاہِ بد ہے، اسلام نے اولاً اس پر پابندی عائد کردی، ارشادِ خداوندی ہے:

’’قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ۔‘‘ (النور:۳۰)

’’ایمان والوں سے کہہ دیجئے! اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں۔‘‘

’’وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ۔‘‘ (النور:۳۱)

’’مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کریں، مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔‘‘

اگر غضِ بصر پر عمل ہو تو اگلا قدم معصیت کی طرف نہیں اُٹھ سکتا، لیکن غضِ بصر کے باوجود ممکن تھا کہ بے حجابی کی صورت میں اس حکم پر عمل نہ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا:

’’یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ۔‘‘ (الاحزاب:۵۹)

یعنی جب کسی ضرورت سے باہر نکلنا پڑے تو چادر سے سر اور چہرہ بھی چھپا لیا جائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمان عورتیں، بدن اور چہرہ اس طرح چھپا کر نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لیے کھلی رہتی۔ آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ عورت گھر کی چہار دیواری سے بجز حجاب و پردہ کے قدم باہر نہ نکالے۔ اس کے بعد ممکن تھا کہ حجاب کی صورت میں عورت کے زیورات کی آواز اجنبی مرد کو معصیت کی طرف متوجہ کر دے، اس کا سدِ باب اس طرح کیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’وَلَا یَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ۔‘‘ (النور:۳۱)

’’اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔‘‘

الغرض عورت کی رفتار ایسی نہ ہو جس سے مخفی زیورات کی چھن چھن مریض القلب انسان کو بے قابو بنا دے، بایں ہمہ امکان تھا کہ عورت حجاب میں نرم رفتار سے جا رہی ہے، لیکن اس کی دلکش آواز مرد کو متوجہ کر سکتی ہے، اس کا انسداد بھی اللہ نے فرما دیا، چنانچہ ارشاد ہے:

’’فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔‘‘ (الاحزاب:۳۲)

’’تو تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ ضرورتاً بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (ایسا نہ ہو) کہ ایک ایسا شخص جس کے دل میں خرابی ہو کچھ طمع کرنے لگے اور تم قاعدۂ (عفت) کے موافق بات کیا کرو۔‘‘

اس آیت میں اگرچہ خطاب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہے، لیکن اُمت کی عورتیں بطریقِ اَولیٰ اس ہدایت کی محتاج ہیں۔ سابقہ آیات پر غور کرنے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عورت کی عصمت اور عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے کس قدر اہتمام فرمایا، ہر وہ راستہ جس سے عصمت دری کا اندیشہ ہو سکتا تھا، اس کو بند کر کے آخر میں ارشاد فرمایا:

’’وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی إِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِیْلًا۔‘‘ (بنی اسرائیل:۳۲)

’’اور تم زنا کے قریب ہی نہ جاؤ، وہ بے حیائی اور برا راستہ ہے۔‘‘

ان واضح ہدایت کے باوجود اگر کوئی بندہ ہواء وہوس کی تمام پابندیوں کو توڑتا ہوا بدکاری کا ارتکاب کرے تو اس کے لیے اسلام نے عبرت ناک سزا مقرر فرمائی، چنانچہ فرمایا:

''اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ۔'' (النور:۲)

''زانیہ اور زانی (عورت و مرد) ہر ایک کو سو درّے مارو۔''؟؟؟

اسلام نے عورت کو درِ مکنون قرار دیا جو ہاتھ لگانے سے میلا ہو جاتا ہے اور ظاہر کرنے سے تو اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے، اسلام نے عورت کے لیے جو صفات بیان کی ہیں، مندرجہ ذیل آیات پر غور کرنے سے ان کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے، جنت کی عورتوں (حورِعین) کے متعلق ارشاد فرمایا:

''فِیْہِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْہُنَّ إِنْسٌ قَبْلَہُمْ وَلَا جَانٌّ۔'' (الرحمٰن:۵۶)

''ان میں نیچی نگاہ والیاں ہوں گی کہ ان لوگوں سے پہلے نہ تو کسی آدمی نے ان پر تصرف کیا اور نہ کسی جن نے۔''

جنت میں معصیت تو کجا تصورِ معصیت بھی نہیں آ سکتا تو جب حورِعین جنت میں بجز اپنے شوہروں کے اور کسی کی طرف نگاہ نہیں اُٹھائیں گی، بلکہ ان کی نگاہ صرف اپنے شوہروں تک محدود ہوگی تو اس دنیا میں جہاں قدم قدم پر دعوتِ گناہ موجود ہو کس طرح غیروں کو دیکھنے کی اجازت ہوگی؟ اس سے معلوم ہوا کہ اس عالمِ شر و فساد میں عورت کے لیے نگاہ پست رکھنا لازم ہے۔ دوسری صفت حورِعین کی یہ بیان فرمائی کہ اس سے قبل کسی جن وانس نے ان کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ عورت ایسی عفیفہ پاک دامن ہو کہ شوہر کے علاوہ کسی کا دستِ معصیت اس کے جسم پر نہ لگا ہو، حور کے متعلق ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا: ''حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ۔''..... ''حورِعین خیموں میں محفوظ ہوں گی۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی خوبی گھر میں رہنے سے ہے۔''

جب جنت جیسے پاکیزہ ماحول میں حوریں اپنے محلات میں ہی رہیں گی، سیر و تفریح نہیں کریں گی، تو کیا یہاں پر عورت کے لیے گھر کی چہار دیواری سے بے حجاب نکل کر بازاروں اور سڑکوں پر دعوتِ نظارہ دینے کی اجازت ہوگی؟! الحاصل ان آیاتِ کریمہ سے عورت کی تین صفات معلوم ہوئیں: ۱......نگاہ پست رکھے، ۲......عفیفہ پاک دامن ہو، ۳......زینتِ خانہ ہو، سڑکوں اور بازاروں میں نہ گھومے اور شیطان کو تانک کا موقع نہ دے۔

اسلام نے جب عورت کو گھر میں رہنے کی تاکید کی تو اس کے لیے معمولاتِ خانہ بھی بتا دیئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاہِلِیَّۃِ الْأُوْلٰی وَأَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَآتِیْنَ

الزَّكٰوةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔‘‘ (الاحزاب:۳۳)

’’اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو۔‘‘

اسلام سے پہلے عورتیں بے پردہ پھرتیں اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں، اس بداخلاقی اور بے حیائی کو مقدس اسلام کب برداشت کرسکتا ہے؟! اس نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا۔ آیتِ مذکورہ کا حکم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں چونکہ زیادہ تاکید کے لیے تھا، اس لیے خطاب ان کو کیا گیا، ورنہ تمام عورتیں اس حکم میں داخل ہیں، اس کے بعد ارشاد فرمایا:

’’وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ۔‘‘ (الاحزاب:۳۴)

’’اور تم ان آیات کو اور اس علم کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے۔‘‘

یعنی گھروں کو تلاوتِ کلام پاک اور حدیثِ نبوی کے ذکر سے آباد رکھیں۔ سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ ہدایات دی جارہی ہیں، اگر ان پر عورت عمل کرے تو گھر اللہ کی رحمت سے معمور ہوگا اور شوہر کو حقیقی سکونِ قلب میسر آئے گا۔

اسلام نے عورت کے تستُّر اور حجاب کے متعلق جو مسائل بیان فرمائے، ان سے بھی یہ حقیقت عیاں ہوجاتی ہے کہ اس عالم کا سکون عورت کو یاقوت و مرجان کی طرح پردہ میں رکھنے سے ہے۔

مسئلہ:۱...... حج جیسی مقدس ترین عبادت میں محرم مرد کے لیے سر اور چہرہ کھلا رکھنا ضروری قرار دیا گیا اور طواف میں رمل کا حکم بھی موجود ہے، لیکن عورت کے لیے نہ کوئی مستقل لباسِ احرام تجویز کیا گیا، نہ سر کھولنے کی اجازت دی اور نہ رمل کرنے کا حکم دیا، تاکہ عورت کے تستُّر میں فرق نہ آنے پائے۔

مسئلہ:۲...... نماز میں نیت کرتے وقت مرد کانوں تک ہاتھ اُٹھاتا ہے، لیکن عورت صرف کندھے تک ہاتھ اُٹھاتی ہے اور سجدہ کی حالت میں مرد کے لیے تمام اعضاء کو ایک دوسرے سے جدا رکھنا ضروری ہے، لیکن عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ اس طرح زمین کے ساتھ مل جائے کہ جسم کا کوئی حصہ کھلنے نہ پائے۔

جب عبادات میں عورت کے جسم کو اس قدر مستور رکھنے کی تاکید ہے تو غیر عبادات میں پردہ کا اہتمام کرنا اور اعضاء کو نہ کھلنے دینا کس قدر ضروری ہوگا۔

مسئلہ:۳...... عورت کی میت کو قبر میں اُتارتے وقت بجز محارم کے اور کسی مرد کو وہاں پر کھڑے ہوکر دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ مرنے کے بعد عورت کی لاش کو اس قدر پردہ میں رکھا گیا کہ اجنبی مرد کی نگاہ سے محفوظ رہے، تو زندگی میں عورت کے جسم کو چھپانے اور اغیار کی نظروں سے بچانے کی کس قدر اہمیت ہوگی۔